عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے
چند پہلو
تالیف
محمد مقیم فیضی
ناشر
صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے
چند پہلو

تالیف

محمد مقیم فیضی

ناشر

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل. بی. ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-۷۰

فون: 26520077 فیکس: 26520066

فہرست مضامین

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين امابعد۔

خاتم الانبیاء والرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات اللہ کے فضل سے جامع کمالات تھی آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ بھٹکتی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر ڈال دیا اور دنیا کو ظلم وجبر اور انسانوں کے نظام آقائیت سے نکال کر عدل وانصاف اور اللہ پرستی کی راہ پر گامزن کر دیا اور آپ کے اس عظیم مشن کو باقی رکھنے اور اسے ترقی سے ہمکنار رکھنے کے لئے ایک ایسے گروہ کا انتخاب فرمایا جو اپنی گونا گوں صلاحیتوں میں بے مثال تھا جس کی شناخت اطاعت شعاری، جانثاری اور انسانیت کی بے لوث خدمت گزاری سے قائم تھی، جو دین داری اور تقویٰ کے ساتھ ساتھ دین فہمی میں بھی لاثانی تھا، جس کی سیاست حکیمانہ اور خوئے دلنوازی نے ملکوں کے ساتھ دلوں کو بھی فتح کرلیا، جہاں جہاں ان کا سایہ پڑا برکت اور خوشحالی کے دروازے کھل گئے، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نصرتیں قدم قدم ان کے ہمرکاب تھیں، اللہ ان سے راضی تھا اور وہ اللہ سے راضی تھے اور اس کی رضامندی ہر پہلو اور ہر گام ان کے مدنگاہ تھی، کوئی ایک کتاب ان کے فضائل

کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے کیونکہ ان کی عظمت کے پہلو بے شمار اور شاخ درشاخ ہیں۔
تاہم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی دوروزہ "عظمت صحابہؓ کانفرنس" کی مناسبت سے ذمہ داران صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے حوالے سے ایک مختصر مضمون شائع کرنے کا ارادہ فرمایا تو یہ چند ورقی رسالہ مشتے نمونہ ازخروارے پیش کیا جارہا ہے۔ واللہ الموفق لما فیہ رضاہ

صحابی کی تعریف

صحابی کون ہے؟: لغت کے اعتبار سے صحابی کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوسکتا ہے جس نے کسی کی صحبت میں وقت گزارا ہو خواہ اس کی مدت لمبی ہو یا مختصر ہو۔

(دیکھئے الکفایۃ فی علم الروایۃ اورالاحکام للاحکام الآعدی)

اصطلاحی اعتبار سے علماء اسلام نے صحابی کی مختلف تعریفیں کی ہیں مگر ان میں سے سب سے جامع تعریف وہ ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا ہے: **الصحابی هو: من لقی النبی ﷺ مؤمنا به و مات علی الاسلام......** (دیکھئے نخبۃ الفکر مصطلح اہل الحدیث والآثر ص۱۴۵)

صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اس کا خاتمہ اسلام پر ہوا ہو۔

صحابہ کرامؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمودات وارشادات

۱- ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم

بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمِ﴾ (التوبہ:۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کرر کھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی تعریف کی ہے اور انہیں بھلائی کے کاموں میں سبقت کرنے والا بتایا ہے اور یہ خبر دے دی ہے کہ وہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے اور ان کے لئے نعمتوں والی جنت تیار کرر کھی ہے۔

۲-﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:۱۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کرر ہے تھے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی شہادت دی ہے اور ان کے دلوں کے حال پر اطمینان کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں اپنی رضامندی کی سند عطا فرمائی ہے لہٰذا یہ آیت عدالت صحابہ کی بڑی دلیل ہے۔

۳-﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ﴾ (الفتح:۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو ان کو دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کرر ہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی

کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو باہمی رحم دلی اور کفار کے ساتھ سختی سے پیش آنے والا بتایا ہے اور کثرت رکوع اور سجود اور صلاح قلب سے انہیں موصوف کیا ہے اور ایمان واطاعت کو ان کی شناخت بتایا ہے اور یہ واضح کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبیؐ کی صحبت کے لئے اس وجہ سے چنا ہے کہ وہ کفار کے لئے جو اللہ کے دشمن ہیں باعث غیظ وغضب بن جائیں۔

۴۔﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً وَيَنصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُوْلٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ○ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِيْ صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر:۸-۹)

(فے کا مال) ان مہاجرین مسکینوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلبگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں اور (ان کے لئے) جنہوں نے اس گھر (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں خواہ خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی

کامیاب (اور بامراد) ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کی تعریف یوں فرمائی کی ہے کہ وہ لوگ دین الٰہی کی نصرت اوراس کا فضل ورضوان پانے کے لئے اپنا گھر باراور مال اسباب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکل پڑے اور وہ اپنے جذبات اور اعمال میں کھرے اور سچے تھے اور انصار کی تعریف یوں فرمائی کہ وہ ہجرت ونصرت والے مقام کے باشندے ہیں اوراپنے ایمان میں سچے اور کھرے ہیں اوراپنے مہاجر بھائیوں سے محبت کرنے والے ہیں (جب کہ ان کے درمیان محض دینی رشتہ ہے) اوراپنی ذات پر ضرورت وحاجت کے باجود انہیں ترجیح دینے والے ہیں اوران کے اندر بخل قطعی نہیں پایا جاتا اس طرح انہوں نے کامیابی حاصل کرلی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مہاجرین وانصار کے لئے بہت بڑی سند ہے جو کائنات کا خزانہ صرف کر کے بھی نہیں حاصل کی جاسکتی ہے۔

صحابہؓ کی عظمت وعدالت سے متعلق بہت سی آیتیں ہیں جن کا اس مختصر سے مضمون میں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔اس لئے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کی روشنی میں

۱-خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم...... (متفق علیہ)

سب سے بہتر لوگ میری صدی کے لوگ ہیں پھر جوان کے بعد ہیں پھر جوان کے بعد ہیں......

۲-لاتسبوا اصحابی، لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده! لو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا، ماادرک مد احدهم ونصیفه. (مسلم-حدیث نمبر ۲۵۴)

میرے صحابہؓ کو برا بھلا نہ کہو، میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس لئے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں کا کوئی آدمی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تب بھی وہ صحابہؓ کے ایک مد (سوا کلو) یا نصف مد کو بھی نہیں پا سکتا۔

۳-......وأنا أُمنة لِأصحابي، فاذا ذهبتُ اتى اصحابي مايُوعدون واصحابي اَمنة لامتي فاذا ذهب اصحابي اَتَى امتي يُوعدون.

(مسلم-حدیث نمبر ۲۵۳۱)

میں اپنے صحابہؓ کے لئے باعث امن وامان ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ حالات آئیں گے جن کے متعلق انہیں بتادیا گیا ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لئے باعث امن وامان ہیں جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ حالات آئیں گے جن کے بارے میں ان سے کہا گیا ہے۔

۴-طوبی لم رآني، وطوبی لمن رآی من رآني، ولمن رآی من رأی من رآني وآمن بی (الصحیحۃ:۱۲۵۴)

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جن نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا اور اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔

۵- یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقولون: هل فیکم من صاحب رسول الله ﷺ، فیقولون نعم، فیفتح لهم، ثم یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال: هل فیکم من صاحب أصحاب رسول الله ﷺ. فیقولون نعم، فَیُفتح لهم. (متفق علیہ، تخریج المشکاۃ للالبانی:۶۰۰۹)

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کا ایک گروہ جنگ کرے گا تو وہ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں، تب انہیں فتح ملے گی، پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کا ایک گروہ غزوہ کرے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہو تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں۔

لہٰذا انہیں فتح ملے گی۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگوں کا ایک گروہ جنگ کرے گا تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت پانے والے کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں، لہٰذا انہیں فتح ملے گی۔

٦-لاتزالون بخير مادام فيكم من رآني وصاحبني، والله! لاتزالون بخير مادام فيكم من رأى من رآني وصاحب من صاحبني. والله! لاتزالون بخير مادام فيكم من رأى من رأى من رآني وصاحب من صاحبني. (ابن ابی شیبہ فی المصنف وابن ابی عاصم فی السنہ، الصحیحہ للالبانی)

تم سب اس وقت تک بخیر رہو گے جب تک تم میں وہ شخص رہے گا جس نے مجھے دیکھا ہوگا اور میری صحبت پائی ہوگی، اللہ کی قسم تم سب اس وقت تک بخیر رہو گے جب تک تم میں وہ شخص ہوگا جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا ہوگا اور میری صحبت پانے والے کی صحبت پائی ہوگی، اللہ کی قسم تم سب اس وقت تک بخیر رہو گے جب تک تم میں وہ شخص موجود ہوگا جس نے مجھے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہوگا اور میری صحبت پانے والے کی صحبت پائی ہوگی۔

صحابۂ کرامؓ

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں

۱- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **ان الله نظر الى قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد، فاصطفاه لنفسه وابتعثه برسالته، ثم نظر فى قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه.** (احمد فی المسند والہیثمی فی مجمع الزوائد وقال رواہ احمد ورجالہ موثقون: ۱/۱۷۸)

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کی طرف دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بندوں کے دلوں میں سب سے اچھا پایا لہٰذا انہیں اپنے لئے چن لیا اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دل کی طرف دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں کے درمیان ان کے صحابہ کا دل سب سے اچھا پایا لہٰذا انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا۔

۲- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص سے سنا کہ وہ صحابہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے تو آپ نے فرمایا: **والله لمشهد شهده رجل يغبر فيه وجهه مع رسول الله ﷺ افضل من عمل احدكم، ولو عمر عمر نوح عليه السلام.** (اخرجہ احمد فی مسندہ وصحح اسنادہ الشیخ احمد محمد شاکر فی تعلیقہ: ۳/۱۰۸)

اللہ کی قسم ایک معرکہ جس میں شرکت کر کے کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا چہرہ غبار آلود کیا ہو وہ تمہارے (سارے) عمل سے بہتر ہے خواہ تم میں سے کسی کو عمر نوح علیہ

السلام ہی کیوں نہ مل جائے۔

۳-حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: **لاتسبوا اصحاب محمد ﷺ فان مقام احدھم خیر من عمل احدکم عمرہ کلہ** ۔(ابن ابی عاصم فی السنہ وقال محقق شرح اصول اعتقاد اہل السنہ للالکائی قال البوصیری رواہ مسدد موقوفا بسند صحیح)

محمد ﷺ کے اصحاب کو گالیاں نہ دو کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا (معرکے میں) کھڑا ہو جانا ہی تم میں سے کسی کے عمر بھر کے عمل سے بہتر ہے۔

۴-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: **أمروا بالاستغفار لأصحاب محمدٍ ﷺ فَسَبُّوھم**، (مسلم)

لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اصحاب محمد ﷺ کے لئے دعائے مغفرت کریں تو انہوں نے ان کو سب وشتم کا نشانہ بنالیا۔

۵-ابن عباس فرماتے ہیں: **لاتسبوا اصحاب محمد ﷺ فان اللہ عزوجل قد امرنا بالاستغفار لھم وھو یعلم انھم سیقتتلون** (شرح اللالکائی ۷/۱۳۲۷)

محمد ﷺ کے صحابہ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ جانتے ہوئے بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کا حکم دیا ہے کہ ان کے درمیان جنگیں ہوں گی۔

۶-حضرت حسن سے روایت ہے کہ عائذ بن عمر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے تو بیان کیا کہ اے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ **ان شر الرعاء الحطمة**، بدترین چرواہا وہ ہوتا ہے جو جانوروں کے ساتھ تشدد کرنے والا ہوتا ہے، تو خبردار تم بھی کہیں انہیں میں سے نہ ہو جانا۔ اس پر اس نے کہا: بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ، تم محمد ﷺ کے صحابہ میں کوڑا کرکٹ ہو تو انہوں نے

فرمایا کیا ان کے اندر بھی کوڑ کرکٹ تھا کوڑا کرکٹ تو ان کے بعد ہوئے اور ان کے علاوہ میں ہوئے۔ (صحیح ابن حبان: ۶/۱۵۱۵)

صحابہ کی عدالت پر امت کا اجماع ہے

۱- حضرت خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو باتیں ہم نے ذکر کی ہیں اگر (صحابہ کے بارے میں) وہ باتیں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ذرا بھی نہ وارد ہوئی ہوتیں تب بھی ہجرت، جہاد، نصرت وجانگساری اور صرف اموال اور قتل آباء واولاد، دین کے لئے خیر خواہی اور قوت وایمان ویقین پر مبنی ان کے جو حالات تھے وہ ان کی عدالت کا یقین دلانے کے لئے اور ان کی پاکبازی اور راستی کا اعتقاد پیدا کرنے کے لئے کافی تھے۔ مزید برآں وہ اپنے بعد آنے والے ابد تک کے لوگوں میں تمام تزکیہ وتعدیل کرنے والوں میں سب سے افضل تھے، یہی تمام علماء اور ان تمام فقہاء کا مذہب ہے جن کے قول کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ (الکفایۃ: ۹۶)

۲- ابن صلاح فرماتے ہیں: تمام کے تمام صحابہ کی ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کی عدالت کے بارے سوال نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ اس معاملے میں یقین حاصل کیا جاچکا ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام قرآن وسنت کے نصوص اور تمام معتبر لوگوں کے اجماع سے عادل تسلیم کئے جاچکے ہیں۔ (علوم الحدیث: ۱۷۶)

۳- علامہ غزالی فرماتے ہیں: سلف امت اور جماہیر خلق کا مذہب یہ ہے کہ ان کی عدالت اللہ عزوجل کی تعدیل کی وجہ سے اور اپنی کتاب میں ان کی تعریف کے وجہ سے معلوم ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ ان میں سے کسی کے بارے میں یقینی طور پر یہ ثابت ہوجائے کہ

اس نے جان بوجھ کر کسی فسق کا ارتکاب کیا ہے، اور یہ وہ جو چیز ہے جو ثابت نہیں ہو سکتی ہے لہٰذا ان کی تعدیل کی کوئی حاجت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ پھر کتاب اللہ اور سنت رسول سے کچھ باتیں صحابہ کی عدالت سے متعلق ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: تو بتاؤ کہ کون سی تعدیل علام الغیوب سبحانہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعدیل سے بڑھ کر صحیح ہوگی جب کہ عالم یہ ہے کہ اگر ثناء و توصیف ان کے حق میں نہ بھی وارد ہوئی ہوتی تب بھی ہجرت و جہاد، جان و مال کی قربانی، آباء واقرباء کے قتل، رسول اللہ ﷺ کی محبت و نصرت پر مبنی ان کے جو احوال مشہور و متواتر ہیں وہ ان کی عدالت کا یقین دلانے کیلئے کافی ہوتے۔ (المستصفی: ۱/۱۶۴)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: **من كان مستنا فيلستن بمن قد مات فان الحيى لا تومن عليه الفتنة، اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه، فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم على آثارهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم۔** (رواہ رزین وضعفہ الالبانی فی تخریج المشکاۃ ۱/۶۷)

جو شخص کسی کی اقتدا کرنا چاہتا ہو اسے گزرے ہوئے لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے کیونکہ زندہ رہنے والے فتنوں سے مامون نہیں ہیں، وہ (قابل پیروی لوگ) محمد ﷺ کے صحابہ ہیں، اس امت کے سب سے افضل لوگ، دلوں میں سب سے زیادہ تقویٰ اور بھلائی رکھنے والے اور علم میں سب سے زیادہ گہرائی اور گیرائی کے حامل اور تکلف میں سب سے پیچھے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چن لیا تھا۔ لہٰذا تم بھی ان کی فضیلت کو سمجھو اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی پیروی کرو

اور جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق اور سیرت پر جم جاؤ کیونکہ وہ صراط مستقیم کے راہی تھے۔

اس اثر پر گرچہ کلام ہے تاہم یہ صحابہ کی حالت پر نہایت سچا اور کھرا تبصرہ ہے اور اس میں منہج سلف کے نقوش واضح طور پر آتے ہیں اس لئے یہ کلام بڑا پر نور ہے۔

دین فہمی میں صحابہ معیار حق ہیں

یوں تو ہر گروہ جو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کراتا ہے یہی دعوی کرتا ہے کہ ہم کتاب وسنت کے ماننے والے ہیں یا کم از کم اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ دین کا اصل ماخذ کتاب وسنت ہی ہیں مگر اس کے باوجود ان میں سے اکثر راہِ حق سے بھٹک گئے جیسا کہ نبی ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی تھی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کے نصوص کی من مانی توجیہ اور اپنی عقل کے مطابق انہیں سمجھنے کے لئے مسلمانوں کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اس کے لئے ایک ضابطہ اور معیار مقرر فرما دیا ہے اور وہ ہے فہم صحابہ اور منہج صحابہ یعنی جو شخص قرآن وسنت سے وہی سمجھے گا جو صحابہ سمجھتے رہے ہیں اور جن کا اعتقاد رکھتے چلے آئیں ہیں اسی کی فہم معتبر ہوگی ورنہ اسے رد کر دیا جائے گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَن يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۵)

جو شخص باوجود راہِ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

علامہ البانی اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ویتبع غیر سبیل

المومنین کیوں کہا؟ ہمارا رب یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ جو شخص باوجود راہ ہدایت واضح ہو جانے کے رسول کا خلاف کرے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے...... آخرالآیۃ۔ کیوں یہ فرمایا کہ مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے؟ تاکہ کسی شخص کے سر میں کوئی سودا نہ سمائے، یہ نہ کہنے لگے کہ میں نے قرآن سے یوں سمجھا اور حدیث سے یوں سمجھا، لہٰذا اس سے کہا جائے گا کہ تجھ پر واجب ہے کہ قرآن وسنت کو مومنین سلف اور السابقون الاولون کے طریقے پر سمجھے اور قرآن کریم کے اس نص کی تائید احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی ہوتی ہے جیسے حدیث فرق کہ اس میں آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "**کلها فی النار الا واحدة قالوا من هی یا رسول الله؟ قال فی روایة الجماعة، وفی آخری: ماانا علیه واصحابی.**"

سوائے ایک کے ان میں سے تمام کے تمام فرقے جہنم میں ہوں گے، لوگوں نے پوچھا (وہ نجات پانے والا گروہ) کونسا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: جماعت۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا (اس طریقے پر گامزن گروہ) جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، کیوں فرقہ ناجیہ کا وصف یہ بیان فرمایا کہ وہ جماعت یعنی رسول اللہ ﷺ کی جماعت کے طریقے پر ہوگا؟ تاکہ نصوص کے ساتھ کھلواڑ کرنے والوں اور تاویل کرنے والوں کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

(محاضرۃ الالبانی حول اصول الدعوۃ السلفیۃ المکتوبۃ)

صحابہ اور محبت رسول ﷺ

۱- نبی ﷺ کا مدینے میں داخلہ عام خوشی کا دن تھا اور خوشی بھی ایسی کہ ہر صاحب ایمان کا رواں رواں رح بول اٹھا۔ سارا مدینہ سراپا اشتیاق اور گوش بر آواز تھا، آپ کے آتے ہی حبشی

لوگ اپنی نیزہ بازی کا کرتب دکھانے لگےان کی خوشی سنبھالے نہیں سنبھلتی تھی۔(دیکھئے ابوداؤد)

خادم رسول حضرت انس بن مالک کے جذبات ملاحظہ فرمایئے جو سارے مدینے کی ترجمانی کرتے ہیں، ایک ایک لفظ کوثر و تسنیم میں ڈوبا ہوا لگتا ہے۔ "**مارأيت يوما قط كان احسن ولااضوأ من يوم دخل علينا فيه رسول الله ﷺ وما رأيت يوما كان اقبح واظلم من يوم مات فيه رسول الله ﷺ** (الدارمی وصححہ الالبانی)

میں نے اس دن سے زیادہ خوبصورت اور روشن دن کبھی نہیں دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے تھے اور اس سے زیادہ بدترین اور تاریک ترین دن بھی کبھی نہیں دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔

اور ترمذی کی ایک صحیح روایت میں انہیں کا بیان ہے کہ جب وہ دن آیا جس میں رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اس کی ہر شئی روشن ہوگئی تھی پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو اس کی ہر شئی پر تاریکی چھا گئی۔اور ابھی ہم نے آپ کو دفن کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے مٹی بھی نہیں جھاڑی تھی کہ ہم نے اپنے دلوں کو بدلا ہوا پایا یہ نگاہ محبت تھی۔ جو محبوب کے وجود سے ہر شئی کو روشن اور حسین دیکھتی ہے اور محبوب کا نگاہوں سے اوجھل ہو جانا اس کے لئے قیامت کے جھٹکوں سے کم نہ تھا کہ آفتاب و ماہتاب کی جلوہ نمائیوں کے باوجود دنیا اس کی نگاہوں میں تاریک ہوگئی اور ہر شئی پہ ظلمتوں کا بسیرا لگتا تھا۔

یوں تو صحابہ کی فدائیت و جانثاری اور حب رسول کے نادر نمونوں سے دفتر احادیث اور کتب تاریخ وسیر بھری پڑی ہیں جن میں سے ایک واقعہ شاہد عدل ہے کہ دنیا میں اللہ کے سوا کوئی محبوب اس قدر نہیں چاہا گیا جس قدر نبی امی فداہ روحی وابی وامی ﷺ کو چاہا گیا تھا مگر صحابہ کا ایک کمال یہ تھا کہ وہ الفاظ کے پیچ وخم سے نبی کائنات علیہ السلام کی دبی ہوئی

چاہتوں کو بھانپ لیتے تھے اور پھر انہیں اس وقت تک چین نہ آتا تھا جب تک وہ اپنے حبیب کے رخ انور پر چمکتا ہوا وہ نظارہ نہ دیکھ لیتے جوان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا دیتا تھا۔

۲۔حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے خزیرہ (آٹے اور قیمہ سے تیار کیا ہوا ایک قسم کا کھانا) بنانے کا حکم دیا پھر مجھ سے کہا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ چنانچہ میں اسے لے کر پہنچ گیا آپ گھر ہی پر تشریف فرما تھے آپ نے پوچھا جابر کیا لائے ہو، یہ گوشت ہے کیا؟ میں نے عرض کیا نہیں، یہ خزیرہ ہے، آپ نے اسے رکھ لینے کا حکم دیا اور اسے رکھ لیا گیا پھر جب میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں انہوں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں، آپ نے فرمایا تھا کہ جابر یہ کیا ہے، کیا یہ گوشت ہے؟ اس پر میرے والد نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ کو گوشت کی اشتہا محسوس ہوئی ہو بس پھر کیا تھا وہ اپنی ایک پالتو بکری کی طرف بڑھے اور اسے ذبح کر ڈالا پھر اسے بھنوا کر میرے ہاتھوں رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کر دیا جب میں ان کے حضور پہنچا تو آپ اپنی اسی مجلس میں رونق افروز تھے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے جابر؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے ابا کے پاس واپس لوٹا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا، ہاں، والد نے کہا کہ کیا انہوں نے کچھ فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا تھا کہ یہ کیا ہے، گوشت ہے کیا؟ اس پر میرے ابو نے کہا کہ لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گوشت کی طلب ہے، چنانچہ وہ اپنی ایک پالتو بکری کی طرف بڑھے اور اسے ذبح کر کے گوشت بھنوایا پھر مجھے آپ کی خدمت میں لے کر بھیج دیا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جزی اللہ الانصار عنا خیرا ولا سیما عبداللہ بن عمر بن حرام وسعد بن عبادۃ ۔اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انصار کو بہترین بدلہ عنایت فرمائے بالخصوص عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔(مسند ابو یعلی وصحیح ابن حبان وصحہ الالبانی)

قلبی لگاؤ اور تسکین قلب کا ایک عجیب وغریب واقعہ

۳۔رسول اللہ ﷺ بدر کے دن اپنے صحابہ کی صفیں درست کرا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ لوگوں کو سیدھا کرا رہے تھے اسی صورت میں آپ کا گزر حلیف بنی عدی بن نجار حضرت سواد بن غزیہ کے پاس سے ہوا اور وہ صف سے باہر نکلے ہوئے تھے لہٰذا آپ نے ان کے پیٹ میں تیر کا کچوکہ لگایا اور فرمایا کہ اے سواد سیدھے ہو جاؤ، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق اور عدل کے ساتھ بھیجا ہے، آپ مجھے بدلہ دیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس مطالبے پر رسول اللہ نے اپنا پیٹ کھول دیا اور فرمایا: لو بدلہ لے لو۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ آپ سے چمٹ گئے اور پیٹ کا بوسہ لینے لگے، اسپر آپ نے فرمایا کہ اے سواد اس اقدام کا باعث کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو سامنے ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ وقت آخر آپ ہی کے ساتھ گزر جائے اور آپ کی جلد سے میری جلد مس ہو جائے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔(الصحیحہ للالبانی:۸۰۸/۶)

سنت رسولؐ کے ساتھ اہتمام کی روشن مثالیں

یوں تو اطاعت اللہ و رسول میں سبقت کی بے شمار اور حیرت انگیز مثالیں صحابہ کی

زندگیوں میں مہر مبین کی طرح نمایاں ہیں۔ مثلاً

۱- بھوک کی شدت کے عالم میں گدھے کے گوشت سے بھری ہوئی ہانڈیاں رسول اللہ ﷺ کے اعلان حرمت پر بلا چوں وچرا الٹ دینا۔

۲- شراب کی حرمت کے موقعہ پر گھر گھر شراب کے مٹکوں کا پھوڑ دیا جانا۔

۳- انصار کا قبلہ کی تبدیلی کی خبر سے عین نماز میں قبلہ بدل دینا۔

۴- تبوک کے موقع پر پھلوں اور کھیتوں کے تیار ہونے کے وقت جنگ کے لئے نکل کھڑے ہونا۔

۵- اجتماعی چندوں کے اعلان کے موقع پر بڑھ چڑھ کر انفاق فی سبیل اللہ کے نمونے پیش کرنا پیسے والوں کا اپنی تجوریوں کا منہ کھول دینا اور فقیروں کا محنت مزدوری کر کے چندہ دینا۔

۶- جن کا رسول اللہ ﷺ نے سماجی مقاطعہ فرمادیا تھا ان کے ساتھ ان کے اقرب ترین لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کر دینا۔

یہ تمام مثالیں اطاعت کی وہ مثالیں تھیں جو اجتماعی طور پر انجام دیں گئیں، انفرادی طور پر اطاعت کی مثالوں کے لئے دفتر کے دفتر ناکافی ہیں، تاہم آپ کی خدمت میں صحابہ کرام کی زندگی سے وہ مثالیں پیش کی جارہی ہیں جن میں روزمرہ کی زندگی ہیں سنتوں کا اہتمام نمایاں ہے جبکہ خود اللہ کے رسول ﷺ بھی امتثال امر میں اپنی مثال آپ تھے۔

۱- حضرت عائشہ فرماتی ہیں: **مارأيت رسول الله ﷺ منذ نزل عليه اذا جاء نصر الله والفتح يصلي صلاة الا قال فيها: سبحانك ربي وبحمدك اللهم اغفرلي** (مسلم)

جب سے رسول اللہ پر سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی میں نے نہیں دیکھا کہ آپ

نے کوئی نماز پڑھا ہواور اس میں یہ دعا نہ پڑھی ہو "**سبحانک ربی وبحمدک اللھم اغفرلی**.

۲- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نعم الرجل عبداللہ لو کان یصلی باللیل**" کیا ہی اچھے آدمی ہیں عبداللہ اگر رات کی نماز (یعنی تہجد) پڑھتے۔ حضرت سالم کا بیان ہے کہ اس کے بعد عبداللہ بن عمر رات میں بہت ہی کم سویا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۳- حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اس اثناء میں کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں میں سے کسی شخص نے پڑھا: **اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا**" آپ نے دریافت کیا کہ ایسا ایسا کہنے والا کون ہے، لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول وہ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان (کلمات) پر تعجب ہوا کہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں: **فما ترکتھن منذ سمعت رسول اللہ یقول ذلک** جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔ (مسلم)

۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ کو چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں تکلیف ہوئی اور نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے تھے تو وہ ان کے پاس گئیں مگر ان سے ملاقات نہیں ہوسکی۔ ہاں حضرت عائشہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے ماجرا کہہ سنایا جب نبی ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ انہیں فاطمہ کی آمد کی خبر دی چنانچہ نبی ﷺ اس وقت ہمارے پاس آئے جب ہم اپنے بستر پر جا چکے تھے، ہم نے اٹھنا چاہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہوں پر رہو پھر آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں

نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کی تم نے مانگ کی تھی۔ جب تم اپنے بستروں پر جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو، یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی میں نے اس عمل کو کبھی نہیں چھوڑا، لوگوں نے ان سے پوچھا کہ صفین کی رات میں بھی نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔ (مسلم)

۵- حضرت ام حبیبہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''**من ركع اربع ركعات قبل الظهر واربعا بعدها حرم الله عزوجل عليه النار**'' جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کردے گا۔ بیان فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ان کے بارے میں سنا تب سے میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔ (احمد)

۶- حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ **ماحق امرئ مسلم له شئ يوحى فيه يبيت ثلاث ليال الا ووصيته مكتوبة**، کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں اسے وصیت کرنا ہے تو وہ اپنی وصیت کو لکھے بغیر تین رات گزار دے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی ایک رات بھی میری نہیں گزری کہ میری وصیت میرے پاس تیار نہ تھی۔ (احمد و مسلم)

۷- حضرت ابن عمر نے سانپوں کو مارنے والی حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کے بعد تو میں نے کسی سانپ کو دیکھنے کے بعد مارے بغیر نہیں چھوڑا۔ (مسلم)

صحابہ کرامؓ کی دینی بصیرت اور دقیق ترین مشاہدہ

نبی اکرم ﷺ کی وفات ایک ایسا سانحہ فاجعہ تھی کہ صحابہ کرام پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اچھے اچھوں کے قدم لرزاں براندام ہوگئے۔ سوچ وفکر کے سوتوں پر ضرب لگنے لگی حضرت عمر کا ماننا یہ تھا کہ نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی بلکہ اپنے رب کے پاس اسی طرح گئے ہیں جس طرح موسی علیہ السلام گئے تھے موسیٰ علیہ السلام چالیس دن تک اپنی قوم کی نگاہوں سے اوجھل تھے پھر جب لوگوں میں یہ بات چلنے لگی کہ ان کی وفات ہوگئی تو وہ واپس آگئے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ واپس آئیں گے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا انتقال ہوگیا وہ ان کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے۔

ایسے نازک موقع پر صدیق اکبر نے سارے صحابہ کی آنکھیں کھولیں اور جب حقیقت کتاب اللہ کی روشنی میں منکشف ہوگئی تو سب کے سب نے بشمول حضرت عمر حق کی طرف رجوع فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کہا کہ **من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قدمات ومن کان منکم یعبدالله فان الله حیی لایموت قال الله (ومامحمد الا رسول، قد خلت من قبله الرسل اَفان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضرالله شیئا وسیجزی الله الشاکرین**

تم میں سے جو شخص محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد (ﷺ) کی وفات ہوگئی اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں ہیں محمد (ﷺ) مگر رسول اور آپ سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں

اگران کی وفات ہو جائے یا انہیں قتل کر دیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل، پلٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو جلد ہی بدلہ دے گا۔

یہ نہایت ہی بصیرت افروز خطاب تھا جس سے سارے صحابہ کو اطمینان حاصل ہوا اور ایک حقیقت جو ان کی نگاہوں سے اوجھل ہونے لگی تھی فوراً سامنے آ گئی اور ان سب نے حق کے لئے سر تسلیم خم کر لیا۔

۲- فاروق اعظم نے ایک مرتبہ حجر اسود کا بوسہ لینے کے بعد فرمایا: انی اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رأیت النبی ﷺ قبلک ماقبلتک (بخاری: ۱۲۱۸)

میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر میں نے نبی ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے تمام ارکان کا استلام کر رہے ہیں تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں ان دونوں ارکان کا استلام کرتے ہیں جن کا استلام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، حضرت امیر معاویہ نے فرمایا: بیت اللہ کی کوئی چیز متروک نہیں ہے، اس پر حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۱) حضرت امیر معاویہ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ (مسند احمد حدیث حسن لغیرہ ہے)

۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگ اس درخت کی زیارت کو جاتے ہیں جس کے نیچے بیٹھ کر آپ نے مقام حدیبیہ میں بیعت لی تھی اور وہاں نماز پڑھتے ہیں تو

انہوں نے اس درخت ہی کو کٹوا دیا کہ لوگ فتنے میں پڑ جائیں گے۔(البدع والنہی عنھا لابن وضاح ۴۲:والاعتصام:۱/۳۴۶)

جلدی کے مطالبے اور حجم کی تجدید کے پیش نظر قلم کو یہیں روکنا پڑا ہے ورنہ بہت سے عنوانات ایسے تھے جن کی روشنی میں عظمت صحابہ کو مختلف پہلوؤں سے اجاگر کرنے کی خواہش تھی مثلاً صحابہ کی سیاسی مہارتیں، تنظیمی صلاحیتیں، جنگی مہارتیں عدل وقضاء کے شعبے میں حالات پر گرفت کے نمونے خدمت خلق اور نصح وخیر خواہی کے میدان میں ان کی پیش رفت کے مظاہرے وغیرہ وغیرہ، بہرکیف جو کچھ بھی انتہائی محدود مدت میں ہوسکا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا ہے، اپنے لئے اور جملہ معاونین وذمہ داران جمعیۃ اور جملہ قارئین کے لئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

صوبائی جمعیت کی سرگرمیاں

صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کر رہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے:

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے درمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاهم الله خيراً.

Published By :
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES MUMBAI
14/15, Chunawala Compound, Opp. BEST Bus Depot,
L.B.S. Marg, Kurla (W)., Mumbai - 400 070.
Tel.: 2652 0077 • Fax : 2652 0066
E-mail : ahlehadeesmumbai@hotmail.com

ROSE ARTS : 8080429084